Vol. 7 No.2 2024

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

قیامِ امن اور تنازعات کے حل میں نبیِ کریمؐ کی سیاسی فہم و فراست کا اختصاصی مطالعہ: میثاقِ مدینہ اور صلح حدیبیہ کے تناظر میں

Holy prophet's (PBUH) Political Wisdom for peace Settlement and Resolving Issues: A Special Study of Madina Charter and Hudaybiyyah Treaty

ڈاکٹر زاہرہ نثار

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

Dr. Zahira Nisar
Assistant Professor, Department of Urdu Encyclopaedia of Islam,
University of the Punjab, Lahore
zahiranisar6@gmail.com

Abstract:
After migration to madina Prophet Muhammad (PBUH) laid foundation of Madina State. Madina was the First Islamic State where the first charter/ constitution (622 A.D/ 1st AH) was experienced by its Muslims and Non-Muslim citizens. This charter of Madina clearly deal with the internal and external challenges to the Islamic state. On the other Hand treaty of Hudaybiyyah (628AD/ 6 AH) was also a big challenge for Prophet Muhammad (PUBH) for resolving issues and peace settlement. Quraish tribe and Muslims agreed for ten years to affirm peace between two cities Makkah and Madina. This treaty helped to decrease tension and in the following years peaceful pilgrimage. Hazrat Uthman (R.A) was the negotiator for this treaty. In his absence pledge of the tree (bay 'at al Rizwan) was took place. Hazrat Ali (R.A) was the document writer. This treaty proved Prophet's political Wisdom to place Him equal to Quraish. Prophet Muhammad also able to win over formally allied tribes with Quraish. Thus with the technique of better relations with enemies Prophet (PBUH) attracted Quraish towards Islam. This article is an attempt to show prophetic wisdom and resolving issues in said two matters.

Key Words: Charter of Madina, Jews of Madina, Hudaybiyyah treaty, Quraish Tribe, pledge of the tree.

تلخیص:

نبیؐ نے بعد از ہجرتِ مدینہ، ریاستِ مدینہ کی بنیاد رکھی۔ مدینہ وہ پہلی اسلامی ریاست ہے جہاں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے حقوق کے تحفظ کے لیے دنیا کا پہلا تحریری دستور میثاقِ مدینہ کی صورت میں مرتب کیا گیا۔ میثاقِ مدینہ ایک جانب ریاستِ مدینہ کو درپیش داخلی و خارجی مسائل کے حل پر مبنی نہایت اہم دستاویز ہے تو دوسری جانب صلحِ نامہ حدیبیہ قیامِ امن کے لیے نبی کریمؐ کی سیاسی فہم و فراست کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ہر دو دستاویزات کا طویل مدت پر محیط ہونا سیاسی مسائل کے دوررس حل کا پیش خیمہ ہے۔ مؤخر الذکر دستاویز کے توسط سے قریشِ مکہ نے نبی کریمؐ کی سیادت کو بلا چون وچرا تسلیم کر لیا۔ اس طرح آپؐ نے نہ صرف قریش بلکہ ان کے حلیف قبائل کو دعوتِ اسلام کی جانب راغب کیا۔ مذکورہ مقالہ قیامِ امن اور مسائل کے حل میں نبی کریمؐ کی سیاسی فہم و فراست کو محولہ انھیں دو اہم واقعات کے تناظر میں دیکھنے کی کاوش ہے۔

کلیدی الفاظ: میثاقِ مدینہ، یہودِ مدینہ، صلحِ نامہ حدیبیہ، قبیلہ قریش، بیعت رضوان۔

Vol. 7 No.2 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

پس منظر:

دنیا کی متمدن اور غیر متمدن اقوام کے ہاں حکمرانی کے تحریری قانونی ضوابط ملتے ہیں۔تاہم دستورِ مملکت کی تحریری صورت پہلی بار عہد نبویؐ میں دکھائی دیتی ہے۔قبل ازیں کی نوشتہ قانونی دستاویزات درسی و مشاورتی نوعیت کی تھیں۔ہجرت مدینہ کے پہلے سال میثاقِ مدینہ کی نمود نبی کریمؐ کی نہ صرف سیاسی فہم و فراست کا ثبوت تھا بلکہ قیام امن کی راہ میں حائل رکاوٹوں کا تدارک بھی ثابت ہوا۔

بعد از ہجرتِ مدینہ نبی کریمؐ نے اپنی سیاسی بصیرت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ریاستِ مدینہ کی بنیاد رکھی۔اس ریاست میں نصف کے قریب آبادی اہل یہود کے مختلف قبائل پر مشتمل تھی۔مدینے کے مسلمانوں اور مہاجرین مکہ کی مجموعی تعداد چند سو سے زائد نہیں تھی۔اس زمانے میں مدینے کی آبادی چار پانچ ہزار کے لگ بھگ تھی۔ مکے میں البتہ اس کے برعکس صورتِ حال تھی۔شہرِ مکہ نہ صرف منظم شہری مملکت کی صورت میں موجود تھا بلکہ یہاں فوج، محاصل، خارجی تعلقات، عدل گستری وغیرہ کے کوئی پچیس سرکاری عہدے بھی فعال تھے۔

بعد از ہجرت حضورؐ کی منصوبہ بندی:

مکہ کے برخلاف مدینہ میں قبائلی دور دورہ تھا۔ایک طرف عرب اوس اور خزرج کے بارہ قبائل میں منقسم تھے تو دوسری جانب یہودی بنو النضیر، بنو قریظہ وغیرہ کے دس قبائل میں بٹے ہوئے تھے، دونوں متضاد قبائل میں باہمی نزاع کی صورت بھی پیش آتی رہتی تھی، مرکزی شہری نظام کی عدم موجودگی کے باعث امورِ شہری کی تکمیل دشوار تھی۔اس لیے آں حضرتؐ کے مدینہ ہجرت فرماتے ہی درجِ ذیل پانچ امور پیشِ نظر تھے:

"(۱)اپنے اور مقامی باشندوں کے حقوق و فرائض کا تعین۔

(۲)مہاجرین مکہ کے توطن اور بسر برد کا انتظام۔

(۳)شہر کے غیر مسلم عربوں اور خاص کر یہودیوں سے سمجھوتہ۔

(۴)شہر کی سیاسی تنظیم اور فوجی مدافعت کا اہتمام۔

(۵)قریش مکہ سے مہاجرین کو پہنچے ہوئے جانی و مالی نقصان کا بدلہ"[1]

میثاق مدینہ:

ڈاکٹر حمید اللہ میثاق مدینہ کی تالیف کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"آں حضرتؐ نے سب سے پہلے مدینہ پہنچ کر ایک دستور مملکت اور آئین مرتب فرمایا جس کو خوش قسمتی سے تاریخ نے محفوظ رکھا ہے۔"[2]

میثاقِ مدینہ کی نوشتہ دستاویز کو کتاب اور صحیفے کا نام دیا گیا۔دراصل یہ ریاست مدینہ کے انتظامی امور پر محیط ہے۔ قبل از ہجرتِ مدینہ، اہلِ مدینہ آں حضرتؐ کو بیعت عقبہ میں پہلے ہی اپنا سردار تسلیم کر چکے تھے۔جہاں آپؐ نے حصول انصاف کے عمل کو قبائلی تفریق سے ہٹا کر مرکزیت سے آشنا کیا۔اس دستاویز کی رو سے نبی کریمؐ نے دیگر شاہانہ اقتداروں کے برعکس سیاست کو اخلاقیات کے دائرۂ عمل میں شامل کرتے ہوئے اصل طاقت کا سرچشمہ ذاتِ باری تعالیٰ کو قرار دیا اور رسولؐ خدا نائب کی حیثیت سے ان احکامات کی تعمیل میں حصے دار ٹھہرے۔اس مسودۂ قانون کا اطلاق عوام و خاص کے لیے یکساں تھا۔ڈاکٹر حمید اللہ نے ولہاوزن کے حوالے سے میثاقِ مدینہ کی دستاویز کے فقرات کا تعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس دستاویز کے دو نمایاں حصے ہیں:

حصہ اوّل میں ۲۵ فقرے ہیں جن کو ولہاوزن نے ۲۳ قرار دیا تھا...... میں نے بھی مجبوراً ۲۳ ہی نمبرات دیے۔البتہ ضمن الف و ب کے دو دفعات کو دو حصوں میں بانٹ دیا۔اس طرح ان کے ۲۵ دفعات قرار دیے تاکہ یورپی مواد سے استفادے میں کسی کو الجھن پیدا نہ ہو۔

حصہ دوم نمبر ۲۴، نمبر ۴۷ پر مشتمل ہے لیکن ضمنی تقسیم متعدد فقرات میں کرنا پڑی۔میرے حساب سے یہ حصہ ۲۸ فقرات پر مشتمل ہے اور جملہ دستاویز میں ۵۳ فقرات یا دفعات ہیں۔"[3]

میثاقِ مدینہ کی پہلی ۲۳ دفعات مہاجرین و انصار جب کہ بقیہ یہودی قبائل کے حقوق و فرائض پر مشتمل ہیں۔مدینہ میں یہودیوں کا آں حضرتؐ کی سیادت کو تسلیم کر لینا کوئی عام واقعہ نہیں تھا۔ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں کہ مسلمانوں اور یہودیوں سے متعلقہ دفعات میں ایک جملہ دہرایا گیا ہے:

Vol. 7 No.2 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

''آخری عدالت مرافعہ محمد رسول اللہؐ کی ذات ہو گی...... سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہجرت کے چند مہینوں بعد ہی ایک نووارد اجنبی صلعم کو اتنا بڑا اقتدار غیر مسلم طبقات نے دینا کس طرح منظور کیا؟...... یہودیوں کے دو بڑے گروہ جو آپس کے حریف و رقیب تھے...... اور وہ ہر طرف سے بچھڑ کر بے یار و مددگار اور ہر قوی کا شکار بنے ہوئے تھے۔ان حالات نے انھیں مجبور کیا کہ اپنی مذہبی آزادی اور اندرونی خود مختاری برقرار رکھتے ہوئے آنحضرتؐ سے ماتحتانہ تعاون کریں۔''(4)

تعینِ تاریخ:

ڈاکٹر حمید اللہ نے یہودیوں کے نبیؐ کو اپنا سیاسی قائد تسلیم کرنے کے پیشِ نظر دستاویز میثاقِ مدینہ کی کتابت کو دو حصوں اور دو سنین میں پیش کیا ہے۔پہلی ہجرت میں معاہدہ کا حصّہ اوّل مرتب ہوا جو صاحبِ لسان العرب کی رو سے ''فی کتابہ للمهاجرین و الانصار'' یعنی ''دستور العمل مہاجرین و انصار'' کے نام سے یاد کیا گیا۔ حصہ دوم جو بعد از غزوۂ بدر مرتب ہوا اور ''ووقع فی کتاب رسول الله صلعم للیہود'' یعنی ''دستور العمل یہودیاں'' کے نام سے معروف ہوا۔(5)

غزوۂ بدر کے بعد مسلمانوں کی زبردست فتح نے غیر مسلموں پر ان کی دھاک بٹھادی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہودی سیادتِ محمدیؐ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے۔ چناں چہ اسلامی سیاسی وحدت کے اعلان اور اطاعتِ محمدیؐ کو میثاق کے دونوں حصوں میں دہرایا گیا ہے۔ پھر صلح و جنگ کی صورت میں دونوں فریقین کی یکساں شمولیت کو یقینی بنایا گیا۔

میثاقِ مدینہ کے انتظامی و عملی پہلو:

میثاقِ مدینہ کی رو سے شہرِ مدینہ کو محلہ وار تقسیم کرتے ہوئے ہر محلے میں میر محلہ و متعدد نائبان اور اجتماع گاہیں قائم کی گئیں جو بالترتیب نقیب، عریف اور سقیفہ کے ناموں سے جانی گئیں۔ یہ محلہ دار مجالس خود مختار و خود کفیل تھیں۔اس میثاق کی رو سے انصاف رسانی کا اختیار افراد کے ہاتھوں سے نکل کر مرکز کے سپرد ہو گیا۔اس دستاویز میں دس یہودی قبائل کو فرداً فرداً مذکور کرتے ہوئے انھیں مساواتی حقوق دیئے گئے تاکہ کسی یہودی قبیلے کی عدم اطاعت کی صورت میں دیگر قبائل کی بدون معاونت اُسے آسانی سے شہر بدر کیا جا سکے۔

میثاقِ مدینہ میں مدینہ کے تین یہودی قبائل بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو قینقاع شریکِ معاہدہ نہیں تھے۔تاہم اس معاہدے کی بین الاقوامی نوعیت کے پیشِ نظر وہ بھی اس معاہدے میں شامل ہو گئے۔آپؐ نے بین القبائلی خانہ جنگی کے خاتمے اور شرکائے معاہدہ کو قریش کی مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں سے بچانے کے فوائد کے پیشِ نظر نواحی قبائلِ مدینہ کو بھی شریکِ معاہدہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

دفعاتِ میثاقِ مدینہ:

بعد از ہجرتِ مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاستِ مدینہ کی بنیاد رکھتے ہوئے مہاجرین و انصار اور یہود و مشرکین کے مابین ایک تحریری معاہدہ، عہد نامہ طے کیا جسے تاریخ میں میثاقِ مدینہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔اس معاہدے کی تحریری عبارت درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ تحریری معاہدہ یثرب (مدینہ) کے حسبِ ذیل گروہوں کے درمیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ مہاجرینِ مکہ

۳۔ مسلمانانِ یثرب

۴۔ یثرب کے یہودی

۵۔ یثرب کے عیسائی

۶۔ یثرب کے بت پرست''(6)

اس معاہدے کی کل پانچ بنیادی دفعات ہیں:

دفعہ اوّل: کی رو سے مذکورہ بالا تمام گروہوں کو سیاسی و معاشرتی لحاظ سے ایک جماعت متصور کیا جائے گا۔

Vol. 7 No.2 2024

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

دفعہ دوم: کے مطابق یثرب کے درجِ ذیل قبائل اس معاہدے کا حصہ ہوں گے اور ان میں سے ہر گروہ انفرادی اور اجتماعی لحاظ سے اس معاہدے کا پابند ہوگا۔

۱۔بنو عوف ۲۔بنو حارث ۳۔بنو ساعدہ ۴۔بن جشم

۵۔بنو نجار ۶۔بنو عمرو بن عوف ۷۔بنو نبیت ۸۔بنو اوس

قریش اپنے قبائل کے قدیمی طے شدہ طریق کے مطابق ادائیگی خون بہا کریں گے۔اپنے قیدیوں کی رہائی میں فدیہ ادا کریں گے اور شہر میں امن وامان کے ساتھ رہیں گے۔

دفعہ سوم: اس معاہدے کی تیسری دفعہ کے مختلف نکات درج ذیل ہیں:

۱۔معاہدے میں شریک کوئی گروہ خون بہا کی مقررہ حدود میں تبدیلی و ترمیم کے مجاز نہیں ہوں گے۔

۲۔کوئی مسلمان کسی مسلمان کے مظلوم موالی کے مقابلے میں اپنے موالی کی بے جا طرف داری نہیں کرے گا۔

۳۔ادائیگیِ خون بہا میں سفارشی شخص کے خلاف دوسرے مسلمانوں کو مقتول کے ورثاء کی حمایت اور طرف داری کرنا لازم ہوگی۔

۴۔فتنہ وفساد اور تفرقے کے موجب مسلمان یا ان کے کسی فرزند جماعت کے خلاف تمام مسلمانوں کو متحد ہو کر اس فتنے کو دور کرنا ہوگا۔

۵۔اگر کسی مسلمان کے ہاتھ سے کوئی غیر مسلم مارا جائے تو وہ ازروئے قانون سزا پائے گا تاہم دیگر مسلمانوں کا غیر مسلم کی حمایت میں مسلمان پر جبر و ظلم ناجائز اور خلافِ معاہدہ ہوگا۔

۶۔اگر کوئی غیر مسلم ناحق کسی مسلمان کے درپے ہو تو کوئی مسلمان ایسے غیر مسلم کی حمایت نہیں کرے گا۔

۷۔ہر فرزندِ اسلام (ماورائے ارتکابِ جرم وگناہ) اللہ کی پناہ میں ہے اور تمام مسلمانوں کو بھائی چارے کی بناء پر ایک دوسرے کی ہمدردی لازم ہے۔

دفعہ چہارم: اس معاہدے کی دفعہ چہارم کے مختلف نکات درجِ ذیل ہیں:

۱۔ایک مسلمان کسی یہودی کی ایسے معاملے میں معاونت کر سکتا ہے جس سے وہ یہودی مسلمانوں کے عدل وانصاف پر مطمئن ہو سکے۔

۲۔کسی مسلمان کے لڑائی میں شہید ہونے کی صورت میں کوئی دوسرا مسلمان اس کی کسی قسم کی ذمہ داری اٹھانے کا پابند نہیں ہوگا۔

۳۔تمام مسلمان دائرۂ اسلام میں بہ طریقِ احسن ثابت قدم رہیں گے۔

۴۔کوئی مسلمان کسی غیر مسلم کو مسلمان کے خلاف پناہ نہیں دے گا۔نہ ہی کسی ایسے مال کا ضامن ہوگا جو غیر مسلم نے مسلمان کے مال سے ناجائز حاصل کیا ہو۔کوئی مسلمان کسی مشرک کی بے جا حمایت نہیں کرے گا۔

۵۔کسی مسلمان کے قتلِ ناحق کی صورت میں اگر مقتول کے ورثاء بہ خوشی حصولِ خون بہا پر رضامند نہ ہوں تو پھر قاتل کو جلاد کے حوالے کر دیا جائے گا تاکہ مقتول کے بدلے اس کی گردن ماری جا سکے۔

۶۔اس معاہدے میں شریک مسلمان خدا اور رسولؐ اللہ پر صدقِ دل سے ایمان ویقین رکھتے ہوئے کبھی کسی مفسد اور فتنہ پرداز کی حمایت نہیں کریں گے۔مفسد کو پناہ دینا شامل حمایت نہیں ہوگا۔جو مسلمان اس معاہدے کی خلاف ورزی کریں گے وہ دنیا و آخرت میں لعنتِ خداوندی پائیں گے اور ان کا کوئی کام بارگاہِ الٰہی میں مقبول نہ ہوگا۔

۷۔تمام مسلمان بلا استثناء اپنے تمام مسائل و معاملات اور مناقشات خدا اور اس کے رسول محمدؐ کے حکم اور مرضی کے مطابق طے کرنے کے پابند ہوں گے۔

دفعہ پنجم: اس معاہدے کی رو سے آں حضرتؐ نے یہودِ مدینہ کے لیے درج ذیل امور طے کیے:

۱۔مسلمانوں کے اپنے دشمنوں کے خلاف برسرِپیکار ہونے کی صورت میں یہود پر ان کی مالی امداد واجب ہوگی۔

۲۔بنی عوف کے تمام یہود مسلمانوں میں شمار کیے جائیں گے تاہم بہ لحاظِ مذہب وہ اپنے اپنے عقیدے کے پابند ہوں گے۔

۳۔بنی عوف کے تمام موالی پر وہ تمام ذمہ داریاں عائد ہوں گی جو بنی عوف پر لاگو ہیں۔بنی عوف کے تمام موالی بھی انھی کے ساتھ ہوں گے۔ان میں سے ظلم یا گناہ کرنے والا اپنی اور اپنے عیال کی ہلاکت کا باعث ہوگا۔

۴۔بنی نجّار، بنی حارث، بنی ساعدہ، بنی جشم، بنی ثعلبہ و حلیف، بنی جفنہ اور بنی شطیبہ کے یہود بھی اس معاہدے میں شامل ہیں۔

۵۔مذکورہ بالا قبائلِ یہود کا کوئی شخص یا شاخ بدون اذنِ محمدیؐ معاہدے کی پابندی سے مستثنیٰ نہیں ہوگی۔

Vol. 7 No.2 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

۶۔ان میں سے کوئی فرد یا جماعت کسی شخص کو نقصان پہنچانے سے بری الذمہ نہیں ہو گی۔اہلِ جرم پر وبالِ جرم لازم ہو گا۔

۷۔اہلِ یہود کے جس فرد یا جماعت سے جرم قتلِ ناحق سرزد ہو گا وہ قرار واقعی سزا کا اہل ہو گا۔

۸۔کسی یہودی پر کسی شخص کی تہمتِ ناحق پر اس یہودی کو خدا اور رسولِ خدا کی حمایت حاصل ہو گی۔

۹۔یہودی کے جنگی اخراجات کا بار اہلِ یہود اور مسلمانوں کے جنگی اخراجات کا بار مسلمانوں پر ہو گا۔

۱۰۔مسلمان اور یہود مل کر ایک دوسرے کی امداد سے اُن لوگوں کا مقابلہ کریں گے جو ان کے مخالف ہوں گے۔

۱۱۔مسلمان اور یہودی آپس میں خلوص اور خیر خواہی کے ساتھ گزر بسر کریں گے۔

۱۲۔مسلمانوں اور یہود میں کوئی فریق دوسرے کی حق تلفی نہیں کرے گا بلکہ دوسرے گروہ کے مظلوم کی حمایت کرنا ان کا فرض ہو گا۔

۱۳۔دونوں فریق ایک دوسرے کے خلاف برسرِپیکار نہیں ہوں گے۔

۱۴۔فریقین میں سے ہر فرد اپنے ہمسائے کے حقوق کی نگہ داشت اپنے حقوق کی طرح کرے گا۔

۱۵۔یہود اور مسلمان اپنے باہمی اختلافات وتنازعات کے فیصلے کے لیے رسول اللہؐ کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کریں گے۔

۱۶۔شرکائے معاہدہ میں سے کوئی فرد یا جماعت مشرکینِ مکہ کو اپنے ہاں پناہ نہیں دے گی اور نہ ہی قریشِ مکہ کے کسی موالی کی حمایت خفیہ یا اعلانیہ کرے گی۔

۱۷۔اگر مدینہ پر کوئی بیرونی دشمن حملہ کرے تو شرکائے معاہدے میں سے ہر فرد حملہ آور فریق کے خلاف مظلوم کی حمایت کا پابند ہو گا۔

۱۸۔دشمن کے ساتھ مصالحتی گفت وشنید میں دونوں فریق یکساں شامل ہوں گے۔

۱۹۔دشمن سے صلح کی صورت میں حصولِ مفاد میں دونوں فریق شامل ہوں گے۔

۲۰۔بہ حالتِ جنگ شرکائے معاہدہ کا ہر فرد اپنے حِصّے کی مالی امداد فوراً ادا کرنے کا پابند ہو گا۔

۲۱۔قبیلہ اوس کے یہودی اپنے موالی کے اس معاہدے کے اسی طرح پابند ہوں گے جس طرح مذکورہ بالا قبائل۔

۲۲۔کوئی شخص بدون اذنِ محمدیؐ بیرونی سفر نہیں کرے گا۔

۲۳۔اس معاہدے کی خلاف ورزی کرنے والے ظالم اور مفسد متصور ہوں گے۔

۲۴۔خلوص وامن کے ارادے سے مدینہ میں رہنے یا باہر جانے والوں پر کوئی پابندی نہیں ہو گی البتہ مفسدوں اور اہلِ شر کو پناہ نہیں دی جائے گی۔(7)

قبیلہ ٔمہاجرین:

مذکورہ بالا میثاقِ مدینہ کی مجموعی طور پر کل ترپن دفعات ہیں۔دنیا کے اس پہلے تحریری دستور کے لیے لفظ صحیفہ استعمال کیا گیا۔مذکورہ بالا دفعات کی رو سے اس معاہدے کے دو بنیادی حِصّے ہیں پہلا حصہ مہاجرین وانصار کے متعلق ہے جب کہ دوسرا یہودیوں کے لیے مختص ہے۔قبل ازیں انصار کے ساتھ بیعتِ عقبہ اولیٰ وثانی طے پاچکی تھیں تاہم یہود کے ساتھ کسی قسم کا تحریری معاہدہ طے نہیں پایا تھا۔چناں چہ آں حضرتؐ نے ریاستِ مدینہ کے خدوخال متعین کرنے کے لیے میثاقِ مدینہ کو پیشِ نظر رکھا۔عدالتی وسیاسی نظم ونسق کی تعیین میں مہاجرین کو ایک قبیلہ قرار دیا گیا۔

حرمتِ مدینہ:

میثاقِ مدینہ طے کرنے کا مقصد جہاں اسلام کی حقانیت کو نمایاں کرنا تھا وہیں اس معاہدے کے توسط سے صلح وجنگ کے بنیادی مسائل کو طے کیا گیا۔فریقین کے شریکِ جنگ ہونے اور قیامِ امن میں معاونت کے لیے مدینے کی حرمت واضح کی گئی۔سیاسی لحاظ سے حرم مدینہ کی حدود میں اس دستور کا اطلاق لازم ٹھہرا۔ساکنانِ حرم مدینہ کے حقوق وفرائض کی تعیین کی گئی بالخصوص یہودیوں سے شہرِ مدینہ کو حرم قرار دینا آں حضرتؐ کی بہت بڑی سیاسی فتح تھی۔اس دستور کی رو سے مشرکینِ مکہ یہودیوں کی سیاسی اعانت سے محروم ہو گئے۔پھر یہودیوں کی جانب سے معاہدے کی عدم تعمیل انھیں کٹہرے میں کھڑا کرنے کے لیے لازم تھی۔

قبائلی نظام کی لاقانونیت کا خاتمہ اور وحدتِ مملکتِ مدینہ:

یہ دستور قبائلی نظام کی لاقانونیت پر ایک ضرب ثابت ہوا اور مملکتِ مدینہ کو وحدت عطا ہوئی۔یہ دستور جزیرۂ نمائے عرب میں پہلی مرکزی حکومت کی بنیاد بنا۔اس دستور نے قبائلی نظام کی قوت کا خاتمہ کر دیا۔قبیلوں کے ایک دوسرے کے خلاف برسرِپیکار رہنے کی بجائے قصاص کی حکمت وضع کی گئی جس سے قبائل کے انتقامی

Vol. 7 No.2 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

جذبات کو سرد کرنے میں مدد ملی۔اصولِ رواداری کے پیشِ نظر غیر مسلموں کو آزادیِ مذہب عطا ہوئی جس سے لا محالہ وہ اس ریاست کے دستِ نگر بننے کو سعادت سمجھنے لگے۔پروفیسر نکلسن کا کہنا ہے کہ ''بظاہر یہ ایک محتاط اور دانش مندانہ اصلاح ہے، حقیقت میں یہ ایک انقلاب ہے۔ محمدؐ نے قبائل کی آزادی پر کھل کھلا تو ضرب نہ لگائی لیکن اسے ختم کر ڈالا کیوں کہ آپؐ نے قبائلی مرکز کو مرکزیت میں رنگ دیا۔اگرچہ اس وحدت میں یہودی، مشرکین اور مسلمان سبھی شریک تھے لیکن آپؐ بخوبی اس حقیقت کو سمجھتے تھے کہ اس نوزائیدہ ریاست میں فعال اور بااثر حصہ دار مسلمان ہی ہیں۔اس حقیقت کو آپؐ کے مخالفین پہلے نہ دیکھ سکے۔''(8)

ثمراتِ میثاقِ مدینہ:

آپؐ نے میثاقِ مدینہ کے توسط سے عالم گیر اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی۔غیر مسلم رعایا کے حقوق و فرائض کی دفعات نے بعد کے آنے والے مسلمان حکمرانوں کے لیے بہ طور راہ نما اصول معاونت کی۔ محمد صدیق قریشی نے میثاقِ مدینہ کو اسلامی آئینی تاریخ کا میگنا کاٹا قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''...یہ ضمیر کی آزادی کا پہلا چارٹر ہے۔یہ معاہدہ اُن لوگوں کے ساتھ کیا گیا ہے جو قرآن کی زبان میں ظلم اور گناہ کی راہ میں تیز رو تھے...... میثاقِ مدینہ آپؐ کی بے نظیر اور فرزانہ سیاست کی نشان دہی کرتا ہے۔آپؐ نہ صرف اپنے زمانے کے بلکہ ہر دور کے سربراہ ہیں۔''(9)

منحرفینِ میثاقِ مدینہ:

یہودیوں کے مذکورہ بالا آخری تین گروہ جو بعد ازاں میثاقِ مدینہ میں شامل ہوئے اُن میں غداری و عہد شکنی کا ارتکاب کرنے میں حلیفانِ عبد اللہ بن اُبی، بنو قینقاع سرِ فہرست تھے۔غداری کی پاداش میں نبیؐ نے انھیں مدینے سے جلاوطن کر دیا۔دوسرے نمبر پر بنو نضیر نے غداری کی لہٰذا انھیں بھی جلاوطن کر دیا گیا۔10

سورۂ احزاب اور سورۂ انفعال میں یہودیوں کی اس غداری کو بے نقاب کیا گیا ہے جب غزوۂ خندق کے موقع پر انھوں نے اسلام مخالف گروہ کا ساتھ دیا تو نبیؐ نے یہودیوں کی عہد شکنی کے سبب بنی قریظہ کا خون حلال قرار دیا:

''اور اہلِ کتاب میں سے جنھوں نے ان کی مدد کی تھی ان کو قلعوں سے اتار دیا اور ان کے دلوں میں دہشت ڈال دی۔ تو کتنوں کو تم قتل کر دیتے تھے اور کتنوں کو قید کر لیتے تھے'' (الاحزاب، ۳۳: ۲۶)

''جن لوگوں سے تم نے صلح کا عہد کیا ہے پھر وہ ہر بار اپنے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں اور (اللہ سے) نہیں ڈرتے۔ اگر تم ان کو لڑائی میں پاؤ تو انھیں ایسی سزا دو کہ جو لوگ ان کے پس پشت ہوں وہ ان کو دیکھ کر بھاگ جائیں عجب نہیں کہ ان کو (اس سے) عبرت ہو۔''،''اور اگر تم کو کسی قوم سے دغا بازی کا خوف ہو تو (ان کا عہد) انھیں کی طرف پھینک دو (اور) برابر (کا جواب دو)(الانفعال، ۸: ۵۶۔۵۸)

مذکورہ بالا عہد شکنی کے تناظر میں صحیح بخاری کتاب المغازی میں بنو نضیر کے یہودیوں کے متعلق درج ذیل احادیث روایت کی گئی ہیں:

''۱۱۹۹۔ ہم سے اسحٰق بن نصر نے بیان کیا، ہم سے عبد الرزاق بن ہمام نے کہ ابن جریح نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی کہ انھوں نے نافع سے ،انھوں نے ابن عمرؓ سے انھوں نے کہا کہ بنی نضیر اور بنی قریضہ (دونوں یہودی قوموں) نے آں حضرتؐ سے لڑائی کی آپؐ نے بنی نضیر کو جلاوطن کیا اور بنی قریظہ پر احسان رکھ کر ان کو رہنے دیا لیکن انھوں نے دوبارہ جنگِ خندق میں آپؐ سے لڑائی کی، ان کے مردوں کو قتل کیا، ان کی عورتیں ، بچے، مال، اسباب مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے مگر بعضے بنی قریظہ بچ گئے جو آنحضرتؐ سے آن کر مل گئے تھے اور مسلمان ہو گئے تھے آپؐ نے ان کو امن دیا اور مدینہ کے سب یہودیوں بنی قینقاع کو، جو عبد اللہ بن سلام کی قوم والے تھے اور بنی حارثہ کے یہودیوں کو اور جو یہودی مدینہ میں تھے سب کو آپؐ نے نکال دیا۔'' (11)

پس منظرِ واقعۂ حدیبیہ:

آں حضرتؐ نے ہر بار ذی القعد کے مہینے میں تین عمرے کیے بعد ازاداِ یگی عمرہ آپؐ مدینہ واپس لوٹ آئے۔واقعۂ حدیبیہ کے پس منظر کو دیکھیں تو نبیؐ ذی القعد ۶ھ میں عمرے کی نیت سے روانہ ہوئے۔ مشرکینِ مکہ کی جانب سے جنگ کے اندیشے کے پیشِ نظر آپؐ نے گردونواح کے بدوی عربوں کو ساتھ رکھنے کی پیش کش کی جسے بیش تر عربوں نے قبول نہیں کیا۔ چناں چہ آپؐ انصار و مہاجرین اور چند عربوں کی معیت میں قربانی کے جانور ساتھ لے کر زیارتِ بیت اللہ کے لیے احرام باندھ کر روانہ ہوئے۔ طبری نے قربانی اور سواری کے جانوروں کے ضمن میں لکھا ہے:

Vol. 7 No.2 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

"...... آپ نے ستر اونٹ قربانی کے لیے اپنے ساتھ لیے، آپ کے ساتھ سات سو آدمی تھے اس طرح ہر دس کی طرف سے ایک اونٹ قربانی کا تھا...... ایک دوسرے سلسلۂ روایت سے یہ بات منقول ہوتی ہے کہ آپؐ کے ہمراہ تیرہ سو آدمی تھے...... سلمہؓ سے مروی ہے کہ ...... ہماری تعداد چودہ سو تھی۔ جابرؓ سے مروی ہے کہ واقعۂ حدیبیہ میں ہم ایک ہزار چار سو تھے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے رسول اللہ صلعم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی وہ ایک ہزار پانچ سو پچیس تھے۔" (12)

ذی القعد میں آپؐ عمرے کی غرض سے روانہ ہوئے اور شوال میں واقعۂ حدیبیہ رونما ہوا۔ الجوزیہ نے مختلف روایات کے تذکرے کے بعد اصحابِ حدیبیہ کی تعداد چودہ سو بیان کی ہے اور قربانی کے ستر اونٹوں میں سے ہر ایک سات آدمیوں کے لیے تھا۔ (13)

صحیح بخاری میں کتاب المغازی میں جنگِ حدیبیہ کے عنوان سے درج ذیل حدیث نقل ہے:

۱۳۰۹۔ "ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، انھوں نے اسرائیل سے، انھوں نے ابواسحاق سے انھوں نے براء بن عازبؓ سے انھوں نے کہا لوگو! تم (سورہ انافتحنا) فتح سے مراد مکہ کی فتح رکھتے ہو۔ بے شک مکہ کی بھی ایک فتح تھی اور ہم تو بیعت الرضوان کو جو حدیبیہ میں ہوئی فتح سمجھتے ہیں، ہوا یہ کہ ہم چودہ سو آدمی آں حضرتؐ کے ساتھ تھے۔ حدیبیہ ایک کنواں تھا ہم نے اس میں سے پانی لینا شروع کیا، ایک قطرہ نہ چھوڑا (لوگ پیاسے ہوئے) یہ خبر آں حضرتؐ کو پہنچی۔ آپؐ تشریف لائے اور کنویں کی منڈیر پر بیٹھے، پانی کا برتن منگوایا، وضو کیا، کلی کی اور اللہ سے دعا کی پھر یہ پانی (جس سے آپؐ نے وضو کیا تھا) کنویں میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر ہم خاموش رہے اس کے بعد اس کنویں نے ہم کو اور ہمارے جانوروں کو جتنا چاہا ہم نے پانی پلا کر لوٹایا۔" (14)

امام بخاری نے قصۂ جنگِ حدیبیہ کا باب بنا کر مسلسل ۳۵ احادیث پیش کی ہیں جن میں واقعہ حدیبیہ کے مختلف اجزاء کی کڑیاں ایک دوسرے سے پیوست ہیں۔

قریشِ مکہ میں ہلچل اور معجزۂ رسولؐ:

ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچ کر جب آپؐ نے عمرہ کا احرام باندھا اور بنی خزاعہ کے ایک شخص کو قریش کی خبرگیری کے لیے بھیجا تو پتہ چلا کہ وہ لشکر جمع کر کے جنگ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مقام قرۃ الجیش پر خالد بن ولید کو آپؐ کی آمد کی خبر ہوئی تو انھوں نے قریش کو فوراً اطلاع دی۔ قریش پہلے ہی طے کر چکے تھے کہ وہ بیت اللہ کے طواف سے مسلمانوں کو روکیں۔ مقام ثنیہ پر حضورؐ کی سواری قصویٰ بھی حکم باری تعالیٰ کے سبب بیٹھ گئی تو آپؐ نے وقت کی نزاکت کے پیشِ نظر راستہ تبدیل کرنے کا سوچا اور اونٹنی کو ڈانٹا تو وہ چلنے لگی اور حدیبیہ کے کنویں پر پڑاؤ ڈال دیا۔ پانی کی کمی آڑے آئی تو رسولِ خدا کا معجزہ رونما ہوا۔ صحیح بخاری میں اس ضمن میں درج ذیل حدیث وارد ہوئی ہے:

۱۳۱۱۔ "...... حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی آں حضرتؐ کے پاس ایک چھاگل تھی آپؐ نے اس میں سے وضو کیا۔ پھر لوگ آپؐ کے پاس آئے۔ آپؐ نے پوچھا کیوں خیر تو ہے انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے پاس نہ وضو کے لیے پانی ہے نہ پینے کے لیے ہے۔ بس اتنا ہی پانی ہے جو آپؐ کی چھاگل میں ہے۔ آپؐ نے یہ سن کر اپنا ہاتھ اس چھاگل میں رکھ دیا۔ آپؐ کی انگلیوں سے پانی چشموں کی طرح بہنے لگا۔ جابرؓ کہتے ہیں۔ ہم سب لوگوں نے پیا وضو کیا......" (15)

سفارتِ حضرت عثمانؓ:

قریش آپؐ کے حدیبیہ میں پڑاؤ ڈالنے پر گھبرا گئے۔ آپؐ نے صحابہؓ کے ساتھ باہمی مشاورت کے بعد قریش مکہ کے ساتھ گفت و شنید کے لیے حضرت عثمان غنیؓ کو روانہ کیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ دینِ حق کے غلبے اور عن قریب فتح کی نوید قریشِ مکہ کو دیں۔ انھیں دعوت اسلام دیں اور جنگ کے بجائے امن کا عندیہ ظاہر کریں اور ادائیگی عمرہ کے لیے رستہ صاف کر سکیں۔ جب حضرت عثمانؓ قریش مکہ کے پاس حضورؐ کا مذکورہ بالا پیغام لے کر گئے تو انھوں نے آپؓ کو اپنے کام سے کام رکھنے کا کہا جب کہ شعبہ بن عاص انھیں مرحبا کہہ کر اپنی پناہ میں مکہ لے گئے۔ تب قریش نے انھیں تنہا طواف کی پیش کش کی جسے انھوں نے اس وجہ سے ٹھکرا دیا کہ وہ رسولؐ اللہ کی معیت میں طوافِ بیت اللہ کرنا چاہتے تھے۔

Vol. 7 No.2 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

افواہِ شہادتِ عثمانؓ:

حضرت عثمانؓ کے مکہ پہنچتے ہی متعدد خبریں گردش کرنے لگیں۔انھوں نے بیت اللہ کا طواف کر لیا ہے۔حضرت عثمانؓ قتل کر دیئے گئے ہیں۔وغیرہ وغیرہ۔ جب آخری خبر رسول اللہ تک پہنچی تو انھوں نے صحابہؓ کو اعتماد میں لیتے ہوئے کہا کہ عثمان ہمارے بغیر طواف نہیں کر سکتے۔

بیعتِ رضوان:

حضرت عثمانؓ کی طویل عدم موجودگی اور پھر شہادت کی افواہ کے نتیجے میں رسول اللہؐ نے طے کیا کہ اب خواہ جنگ وجدل کی نوبت آ جائے ہم یہاں سے پیچھے نہیں ہٹیں گے پھر آپؐ نے تمام صحابہ کرامؓ سے وہ یادگار بیعت کی جسے بیعتِ رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔صفی الرحمن مبارک پوری اس ضمن میں لکھتے ہیں:

"......صحابہ کرامؓ ٹوٹ پڑے اور اس بات پر بیعت کی کہ میدانِ جنگ کو چھوڑ کر بھاگ نہیں سکتے۔ایک جماعت نے موت پر بیعت کی،یعنی مر جائیں گے مگر میدانِ جنگ نہ چھوڑیں گے۔رسول اللہؐ نے خود اپنا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے۔پھر جب بیعت مکمل ہو چکی تو حضرت عثمانؓ بھی آ گئے اور انھوں نے بھی بیعت کی...... رسول اللہؐ نے یہ بیعت ایک درخت کے نیچے لی۔حضرت عمرؓ دست مبارک تھامے ہوئے تھے اور حضرت معقل بن یسارؓ نے درخت کی بعض ٹہنیاں پکڑ کر رسول اللہؐ کے اوپر سے ہٹا رکھی تھیں۔اسی بیعت کا نام بیعت رضوان ہے اور اسی کے بارے میں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْیُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ (۴۸: ۱۸)

"اللہ مؤمنین سے راضی ہوا جب کہ وہ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔" (16)

آیتِ مذکور اور صلح نامہ حدیبیہ سے متعلق سورہ فتح کی دیگر آیات دیکھیے:

ترجمہ: "اے پیغمبرؐ جب مومن تم سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے تو اللہ ان سے خوش ہوا اور جو (صدق وخلوص) ان کے دلوں میں تھا وہ اس نے معلوم کر لیا تو ان پر تسلی نازل فرمائی اور انھیں جلد فتح عنایت کی (۱۸) یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے کفر کیا اور تم کو مسجد حرام سے روک دیا اور قربانیوں کو بھی کہ اپنی جگہ پہنچنے سے رکی رہیں اور اگر ایسے مرد اور مسلمان عورتیں نہ ہوتیں جن کو تم جانتے نہ تھے کہ اگر تم ان کو پامال کر دیتے تو تم کو ان کی طرف سے بے خبری میں نقصان پہنچ جاتا (تو بھی تمھارے ہاتھ سے فتح ہو جاتی مگر تاخیر) اس لیے (ہوئی) کہ اللہ اپنی رحمت میں جس کو چاہے داخل کر لے...... (۲۵) بے شک اللہ نے اپنے پیغمبر کو سچا (اور) صحیح خواب دکھایا کہ تم اللہ نے چاہا تو مسجد حرام میں بال کتروا کر امن وامان سے داخل ہو گے اور کسی طرح کا خوف نہ کرو گے۔جو بات تم نہیں جانتے تھے اس کو معلوم تھی سو اس نے اس سے پہلے ہی فتح کرا دی"(۲۷) القرآن (۴۸: ۱۸،۲۵-۲۷)۔

تمام مسلمانوں نے ماسوائے جد بن قیس کے سبھی نے بیعت کی۔سلمہ بن اکوعؓ نے تین مرتبہ بیعت کی۔بیعتِ رضوان کی تاریخی اہمیت کے پیشِ نظر صحیح بخاری میں درجِ ذیل حدیث روایت ہوئی ہے:

۱۳۱۹۔"...... میں حج کی نیت سے چلا رستے میں،کچھ لوگوں کو دیکھا نماز پڑھ رہے ہیں میں نے پوچھا یہ مسجد کیسی ہے (یہاں جنگل میں کس نے بنائی) تو لوگوں نے کہا یہی وہ درخت ہے جس کے تلے آں حضرتؐ نے بیعت الرضوان لی تھی (اسی کے نیچے لوگوں نے نماز کے لیے مسجد بنالی تھی) یہ سن کر میں سعید بن مسیبؓ کے پاس آیا میں نے ان سے بیان کیا انھوں نے کہا مجھ سے میرے والد (مسیب بن حزمؓ) نے بیان کیا وہ ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے آں حضرتؐ سے درخت کے تلے بیعت کی تھی کہتے تھے جب میں دوسرے سال وہاں گیا تو اس درخت کو بھول گیا،سعیدؓ نے کہا آں حضرتؐ کے اصحابؓ تو اس درخت کو پہچان نہ سکے تو تم لوگوں نے کیسے پہچان لیا (اس کے تلے مسجد بنالی) تم ان سے زیادہ علم والے ٹھہرے۔"(17)

نتیجۂ بیعتِ رضوان:

بیعتِ رضوان کا نتیجہ یہ نکلا کہ کفارِ مکہ مسلمانوں کے رعب میں آ گئے اور انھوں نے معاملے کی نزاکت کے پیشِ نظر فوراً سہل بن عمرو کو روانہ کیا تاکہ صلح کے لیے دفعات،شرائط طے کی جا سکیں۔

صلح نامہ حدیبیہ:

سہیل بن عمرو مشرکینِ مکہ کی پیش بندی پر فوراً نبی کریمؐ کے پاس حاضر ہوا۔ سہیل نے آپؐ کے پاس طویل گفت گو کے بعد طرفین کو درجِ ذیل شرائط پر آمادہ کر لیا:

۱۔ رسول اللہؐ اس سال مکہ میں داخل ہوئے بغیر واپس جائیں گے اور اگلے سال آمد پر صرف تین روز قیام کر سکیں گے۔ وہ اپنے ہم راہ سواری کا ہتھیار اور میانوں والی تلواریں رکھ سکیں گے۔

۲۔ فریقینِ معاہدہ کے مابین دس سال تک جنگ بندی رہے گی۔

۳۔ محمدؐ کے عہد و پیمان میں داخل ہونے اور قریش کے عہد و پیمان پر داخل ہونے میں کوئی پابندی نہیں ہو گی۔ جو قبیلہ جس فریق میں شامل ہو گا اُسی کا جزو ہو گا اور ایسے قبیلے پر زیادتی اُسی فریق پر زیادتی متصور ہو گی۔

۴۔ قریش کا جو آدمی اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر محمدؐ کے پاس آئے گا تو محمدؐ اُسے قریش کو واپس کریں گے لیکن محمدؐ کے ساتھیوں میں سے اگر کوئی قریش کے پاس طالبِ پناہ ہو گا تو قریش اُسے ہرگز واپس نہیں کریں گے۔(18)

کاتبِ معاہدہ:

حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے اس معاہدے کی کتابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ جب انھوں نے "تسمیہ" سے آغاز معاہدہ کرنا چاہا تو سہیل نے کہا کہ ہم رحمٰن کو نہیں مانتے آپ "بسمک اللھم" (اے اللہ تیرے نام سے) سے لکھیے۔ چناں چہ آپؐ کے حکم پر حضرت علیؓ نے ایسا ہی لکھا۔ یہ وہ مصالحتی انداز اور تنازعے کو حل کرنے کی کاوش تھی جو نبیؐ اپنی امت کو سکھانا چاہتے تھے، پھر جب حضرت علیؓ نے "رسول اللہؐ" لکھا تو سہیل نے کہا کہ اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول مان لیتے تو پھر تنازعہ ہی نہ رہتا۔ لہٰذا آپ محمد بن عبداللہ لکھوایئے۔ آپؐ نے جواباً فرمایا کہ میں رسولِ خدا ہوں۔ اگرچہ تم لوگ اسے جھٹلاتے ہو پھر حضرت علی کو محمد بن عبداللہ لکھنے کو کہا اور حضرت علی کے ایماء پر بدستِ خود "رسول اللہ" کا لفظ مٹا دیا۔ اس صلح نامہ کی رو سے بنو خزاعہ حلیفانِ رسول اللہؐ اور بنو بکر حلیفانِ قریش قرار پائے۔

واپسی ابو جندل:

صلح نامہ حدیبیہ ابھی تحریر ہو رہا تھا کہ سہیل کے بیٹے ابو جندلؓ بیڑیوں سمیت مسلمانوں کے پاس طالبِ پناہ ہوئے تاہم قریش نے شرائط طے کر لینے کی بنیاد پر ابو جندلؓ کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ چناں رسول اللہؐ نے ابو جندلؓ کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے انھیں قریش کو لوٹا دیا۔

قربانی اور بال کٹوانا:

صلح نامہ حدیبیہ کی تحریری دستاویز سے فراغت کے بعد آپؐ نے صحابہؓ کو جانور قربان کرنے اور سر منڈانے کا حکم دیا لیکن شدتِ غم کے سبب صحابہؓ اس طرزِ عمل پر آمادہ نہ ہوئے حتیٰ کہ آپؐ کے تین بار کہنے کے بعد جب کوئی صحابی آگے نہ بڑھا تو حضرت ام سلمہؓ نے کہا کہ پہلے آپؐ خود ایسا فرمایئے۔ چناں آپؐ کی پیروی میں صحابہؓ نے بھی قربانی کی اور بال منڈوائے۔

فتح مبین:

اس موقع پر صحابہؓ کے تسکین قلب کے لیے سورہ فتح نازل ہوئی۔ چند آیات درج ہیں:

ترجمہ: (اے محمدؐ) ہم نے تم کو فتح دی فتح بھی صریح وصاف (۱) تاکہ اللہ تمھارے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دے اور تم کو سیدھے رستے پر چلائے (۲) اور اللہ تمھاری زبردست مدد کرے (۳) وہی تو ہے جس نے مومنوں کے دلوں پر تسلی نازل فرمائی تاکہ ان کے ایمان کے ساتھ ایمان بڑھے اور آسمانوں اور زمین کے لشکر (سب اللہ ہی کے ہیں اور اللہ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (۴)۔

صلح نامہ حدیبیہ کو قرآن نے بلاشبہ فتح مبین قرار دیا ہے۔ صحابہ کرامؓ جو ایک دوسرے کے سر مونڈتے ہوئے فرطِ غم کے سبب ایک دوسرے کو قتل کرنے کی کیفیت میں مبتلا نظر آتے تھے یک دم اُن کے قلوب پر طمانیت چھا گئی۔ پھر یہ آیۂ مبارکہ کہ

ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المؤمنین: اسی نے مسلمانوں کے دلوں میں سکینہ نازل فرمایا۔

Vol. 7 No.2 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

صحیح بخاری میں فتحِ مبین کے ضمن میں درج ذیل حدیث وارد ہوئی ہے:

۱۹۴۰۔ ”...... انا فتحناک فتحا مبینا سے مراد حدیبیہ کی صلح ہے۔“(19)

ابو بصیر قریشیؓ اور قریشِ مکہ کا رسولِ خداؐ کو صلہ رحمی کا واسطہ:

نبیؐ کی مدینہ واپسی پر ابو بصیر قریشیؓ کے آپؐ کے پاس حاضر ہونے کے سبب قریشِ مکہ نے بہ مطابق شرائط معاہدہ دو آدمی بھجوا کر واپس لے لیا۔ جب وہ دو حضرات انھیں لے کر ذوالحلیفہ پہنچے تو بہ وجوہ ایک شخص ابو بصیرؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔ دوسرا جان بچا کر مدینہ بھاگا اور ابو بصیرؓ نے واپس آتے ہی کہا کہ اللہ نے مجھے اس عذاب سے نجات دی۔ نبیؐ نے جب ابو بصیرؓ کے جنگ بھڑکانے کے فعل کو ناپسند کیا تو وہ سیف البحر چلا گیا۔ ابو جندلؓ بھی وہیں اُن سے آن ملا۔ رفتہ رفتہ اہل قریش میں سے مسلمان ہو جانے والے اصحاب کی اچھی خاصی جماعت یہاں جمع ہو کر جب ملکِ شام جانے والے قافلہ ہائے قریش کو لوٹنے اور آدمیوں کو قتل کرنے لگی تو قریش نے صلہ رحمی کا واسطہ دے کر ابو بصیر کو مدینہ بلانے کا مطالبہ کیا۔ بعد ازاں مدینہ آنے والے اصحاب کو بھی امان دینے کا وعدہ کیا تو نبیؐ نے انھیں مدینہ بلوا لیا۔

صلح نامہ حدیبیہ نبیؐ کی سیاسی بصیرت اور قیام امن کا منہ بولتا ثبوت:

قرآنِ کریم نے صلح نامہ حدیبیہ کو فتحِ مبین اسی لیے قرار دیا ہے کہ نبیؐ نے سیاسی فہم و فراست سے کام لیتے ہوئے جنگ سے کنارہ کشی اختیار کی اور امن قائم کیا۔ مشرکینِ مکہ سے مسلمانوں کا آزادانہ وجود تسلیم کروایا۔ اس اقدام سے قریشِ مکہ کی پیش وائی خطرے میں پڑ گئی۔ انھوں نے صلح کی جانب جھکنے میں عافیت جانی۔ کیوں کہ سارے کا سارا جزیرۃ العرب بتدریج حلقہ بگوش اسلام ہونے چلا تھا۔ یہ دراصل مشرکین کی شکستِ فاش اور مسلمانوں کی کھلم کھلا فتح تھی۔ یہ ایسی فتح تھی جس میں بغیر خون بہائے، بغیر کسی طبلِ جنگ بجائے جنگ جیتی جا چکی تھی۔ اس میں نبی آخرالزمانؐ کی سیاسی فہم و فراست قابل داد تھی۔ وہ امت کی راہ نمائی کے لیے نکلے تھے اور انھوں نے اس راہ نمائی کا عملی نمونہ پیش کیا۔ دس سالہ جنگ بندی کا معاہدہ مشرکینِ مکہ کا جنگی غرور توڑنے کے لیے کافی تھا۔ ان سے بیٹھے بٹھائے مسلمانوں کا مسجد حرام میں تاحیات داخلے کا پروانہ حاصل کر لینا وہ بھی محض ایک سال کے وقفے سے، یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی۔

معاہدے کی تمام دفعات قریشِ مکہ کی بوکھلاہٹ، نفسیاتی ہیجان، اعصابی دباؤ اور قبل ازیں شکست کی نوید تھیں۔ وہ اپنے بت پرست سماج کی آخری سرکتی اینٹوں کو بے کار سہارا دے رہے تھے۔ دوسری جانب رسول خداؐ کی فراخدلی تھی کہ انھوں نے ان تمام شرائط کو قبول کر کے مسلمانوں کے لیے آنے والے سالوں میں آزادی اور تبلیغ اسلام کے تمام تر در وا کر دیئے۔

حاصلِ کلام:

میثاقِ مدینہ ہو یا صلح نامہ حدیبیہ دونوں معاہدے ہی قیامِ امن کے لیے کیے گئے۔ دونوں معاہدے نبیؐ کی سیاسی فہم و فراست کے مظہر ہیں۔ میثاقِ مدینہ میں نبیؐ نے یہودِ مدینہ کے ساتھ قیامِ امن میں متوازن رویےؐ کا مظاہرہ کیا تو دوسری جانب صلح نامہ حدیبیہ میں قیامِ امن کی خاطر لچک دار رویہ دکھا کر دینِ مبین کے پھیلاؤ کے تمام تر امکانات روشن کر دیئے۔ یہ وہ دو اہم موڑ تھے جنھوں نے تاریخ اسلام میں نبی آخرالزمانؐ کو تحریری دستور اور عہد نامے کے راستے پر چلنے کی راہ سجھائی اور امت کو سکھایا کہ امن قائم کرنے کے لیے کیسے غیر مسلموں کے ساتھ معاملات طے کرنے میں باریک نکات کو پیش نظر رکھا جاتا ہے اور ان پر عمل پیرا ہوا جاتا ہے۔

Refrences:

(1) Hamīdullah, Dr, *Ehde Nabvī Mai Nizame Hukmaranī*, Maktaba Jamia Ltd, New Dehlī 1944 AD, p 80.
(2) Hamīdullah, Dr, *Sīrate Tayyaba par Dr Hamīdullah ke Usmania University ke Lectures*, Islamic Publications Society, Haiderabad 2005 AD, p.38.
(3) Hamīdullah , Dr, *Ehde Nabvī mai Nizame Hukmaranī,* p. 83, 84.
(4) Hamīdullah , Dr, *Ehde Nabvī mai Nizame Hukmaranī,*p.84-86
(5) Hamīdullah , Dr, *Ehde Nabvī mai Nizame Hukmaranī,*p. 86
(6) Ibne Hashsham, Abu Muhammad Abdul Malik bin Muhammad, *Seerat Ibne Hashsham*, Muhammad Ahsanul Haq Sulemanī (ed.), Islamic Book Foundation, New Dehlī, 2008, AD, P. 285.
(7) Ibne Hashsham, *Seerat Ibne Hashsham*,p.285-290

(8) Muhammad Siddiq Qureshi, *Rasoole Akram kī Siyasate Kharija*, Taj company, Dehlī 1985 AD, p. 183, 184

(9) Muhammad Siddiq Qureshi, *Rasoole Akram kī Siyasate Kharija,* p.187-188.

(10) Abu Ubaid Al Qasim bin Sallam, *Kitabul Amwal*, Abdul Rehman Tahir Soorati, (tran, Ed.) Idarae Tehqeqate Islamī, Islamabad 1986AD, p 308.

(11) Imam Bukharī, Abu Abdullah Muhammad Bin Isma‘īl, *Ṣaḥīḥ Bukharī Sharif*, Vol 2, Allama Waheed al Zamān(tr.) , Maktaba Rahmania Urdu Bazar, Lahore 1985 AD, p 574.

(12) Altabrī, Abu Jafar Muhammad Bin Jareer, *Tareekhe Tabrī*, Jamia Usmania Sarkare ’Aali, Haiderābad Dakan 1936 AD, P 357.

(13) Al Joziyā, Ibne Qayam (Allama), Ẓadul Mu‘ad,P.3, Muftī Azeezul Rehaman (tr.), Maktaba Burhan Urdū Bazar Jama’ Masjid, Dehlī, 1978 AD, p 238,239.

(14) Imam Bukharī, Sahī Bukharī, p. 638.

(15) Imam Bukharī, Sahī Bukharī, p.639.

(16) Safī ur Rehaman Mubarakpurī Molana , *Al Raheeq-ul Makhtoom*, Maktaba Salfia, Lahore 1995AD, p. 465.

(17) Safī ur Rehaman Mubarakpurī Molana , *Al Raheeq-ul Makhtoom*,p.466

(18) Al Qurān, Fateh Muhammad Khan Jalendhrī, Molana,(tr.) 48: 1-4, Faran Foundation, Lahore, April 2013, p. 499.

(19) Imam Bukharī, *Sahī Bukharī*, p. 1002.